Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 02, July-December 2023, PP: 35-45
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v3i2.3631
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

علمِ حدیث میں علامہ انور شاہ کاشمیری کا منہج واستدلال (العرف الشذی کی روشنی میں)

The Methodology and Reasoning of Allamah Anwar Shah Kashmiri in Hadith Studies (In the Light of Al-Arf Al-Shadhi)

Dr. Hafiz Muhammad Ahsan Raza
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad.
ahsanraza6281@gmail.com

Dr. Hafiz Maqbool Ahmad
Associate professor, Department of Islamic Studies, Govt Graduate College Samanabad Faisalabad.
hafizmaqboolahmad@gmail.com

Abstract

The importance of the Prophetic word/ Hadith is an outstanding topic in Islamic studies being a basic source of Islamic teachings. In this way, the science of Hadith has its own significance and there is found a lot of excellent literature produced in this regard. Among the people who contributed in this field, the name of Anwar Shah Kashmiri is also included. He wrote a book entitled "العرف الشذی" in this regard, a unique one. In the following article, this book is focused analysing the methodology of argumentation of the author for the purpose of understanding the technicalities of the science of Hadith.

Keywords

The Prophetic word, Islamic studies, Science of Hadith, Anwar Shah Kashmiri, Al-Arf Al-Shadhi

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

اسلامی فکر و فلسفہ میں حدیث کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا بنیادی ماخذ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تشریح و تعبیر بھی ہے۔ حدیث کی اس علمی، تشریعی اور تشریحی حیثیت کے پیشِ نظر مسلمانوں نے ہر دور میں ادب حدیث پر مشتمل ذخیرے کے تحفظ اور ترویج میں متحرک و فعال کردار ادا کیا ہے۔ اس شعبہ علم کی تحقیق و ترقی میں علماء و فضلا نے گراں قدر تصنیفی و تالیفی خدمات انجام دی ہیں۔

حدیث نبوی ﷺ کے ذخائر میں سنن ترمذی کو اپنی منفرد اور گوناگوں خصوصیات کی بنا پر اہم مقام حاصل ہے۔ سنن ترمذی کے زمانہ تالیف سے لے کر اب تک ہر دور میں اسے یکساں مقبولیت حاصل رہی ہے۔ یہ کتاب مختلف مذاہب و مسالک کے فقہا میں بھی یکساں مقبول ہے۔ اس کتاب کی افادیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض علمائے کرام نے اس کتاب کو نفع کے اعتبار سے بخاری و مسلم پر بھی فوقیت دی ہے۔ اسی خصوصیت کے پیش نظر فقہا و محدثین کی خصوصی توجہ کا مرکز رہی بلکہ علماء نے اس کتاب کو حل کرنے اور اُسے مزید آسان اور عام فہم بنانے کے لیے اس کی شروح، حواشی، تراجم وغیرہ لکھیں۔ پچھلی صدی میں سنن ترمذی کی شرح کرنے والوں میں ایک اہم نام "علامہ انور شاہ کشمیری" کا بھی ہے۔

علامہ انور شاہ کا فقہ حنفی میں وسیع النظر محدث اور فقیہ شمار ہوتے ہیں۔ آپؒ نے حنفیت کے استحکام پر بہترین تحقیقات کی ہیں اور احادیث مبارکہ کی بنیاد پر شیوخ سے اختلاف رائے بھی کیا۔ شاہ صاحبؒ کا منہج و استدلال و استنباط دنیائے علم میں ایک انقلاب کا باعث ہوا۔ فقہ حنفی کی خدمت بلاشبہ ان کی زندگی تھی لیکن رنگ محدثانہ تھا۔ فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث فرماتے لیکن کبھی ایسا معلوم نہ ہوتا تھا کہ آپؒ حدیث کو فقہی مسائل کے تابع کر رہے ہیں۔ بلکہ آپ فقہ کو بحکم حدیث قبول کرتے۔

العرف الشذی علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے درس "جامع ترمذی" کی املائی شرح ہے اور اُن دروس کا مجموعہ ہے جو انھوں نے دارالعلوم دیوبند میں بطور حدیث کے استاد دیے تھے اور یہ دروس ان کے شاگرد "مولانا چراغ" نے بوقت درس عربی زبان میں قلم بند کیے۔ جامع ترمذی کی مشکلات، احادیث احکام پر محققانہ کلام ہر موضوع پر کبار امت کے عمدہ ترین نقول اور شاہ صاحبؒ کی خصوصی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ (۱۹۳۳ء-۱۸۷۵ء) برصغیر کے نامور محدث اور فقیہہ تھے۔[1] آپ کو علم حدیث میں گہری مہارت حاصل تھی۔ بنیادی علوم کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے اجازت حدیث حاصل کی۔ آپ نے کچھ عرصہ دہلی میں درس و تدریس کی پھر حجاز کے سفر کے بعد دارالعلوم دیوبند مدرس ہو گئے۔ وہاں صدر مدرس بھی تھے اور درس حدیث دیتے تھے۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل چلے گئے اور وہاں بھی درس حدیث دیتے رہے۔

2 العرف الشذی

ہندوستان میں سیاسی، مذہبی اور سماجی طور پر حالات مسلمانوں کے لیے ابتر بنا دیے گئے اور مسلمانوں کو دین کی تعلیم سے دور کرنے ان کے برابر مشنری کو کھڑا کرنے کا کام حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا۔ اس کٹھن دور میں ہندوستان کے علماء نے اسلام کی حفاظت کے لیے مقامی مدرسے کھولے۔[2] اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری و ساری رکھا۔ ان تمام تر معاشرتی بگاڑ کے باوجود اسلام اپنے آفاقی پیغام کے ساتھ سلامت رہا۔ ان کٹھن حالات میں علامہ انور شاہ صاحبؒ نے "العرف الشذی" جیسی کتاب تصنیف کی کہ جب انگریز علامہ انور شاہؒ اور محمود الحسنؒ کا سخت مخالف تھا۔ اس کے باوجود شاہ صاحبؒ نے مزید کوششوں سے مسلمانوں کا تعلق قرآن و سنت سے استوار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور علماء دین کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو دینی مصادر پر گہری دسترس رکھتی تھی۔ اسی سبب شاہ صاحبؒ کا درس حدیث فقہ حدیث میں ملکہ پیدا کرنے کی ایک سعی ہوتی تھی۔

چنانچہ شاہ صاحبؒ نے اس کتاب میں کچھ اصول و قواعد پیش کیے ہیں جو اس میں اوّل تا آخر نظر آتے ہیں۔ یہ اصول درج ذیل ہیں:

1. حدیث نبوی ﷺ کی مراد کو قواعدِ عربیت و بلاغت سے واضح کیا۔[3] کبھی معانی کی پوری وضاحت کے لیے لفظ کا لغوی معنی فارسی زبان میں درج کر دیتے ہیں۔[4] اس کے بعد حدیث کے موضوع کی تشریح فرماتے ہیں اور شارحین کے کلام کا خلاصہ بیان کر کے ایسی جامع تشریح کرتے ہیں کہ قارئین مطمئن ہو جائیں۔
2. تفسیر الحدیث بالحدیث کے اُصول پر کسی حدیث کا مفہوم بیان کرتے وقت دوسری احادیث سے اسے مؤید اور مضبوط کرتے ہیں۔[5] جب ایک حدیث کا مفہوم دوسری احادیث کی واضح تفسیر سے متعین ہو جاتا ہے۔ تو نتیجتاً فقہ حنفی کا مسئلہ نکلتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حدیث فقہ حنفی کو پیدا کر رہی ہے۔ قاری یہ تاثیر لیتا ہے کہ ہم حدیث پر ہی عمل کر رہے ہیں۔ حدیث کا جو مفہوم امام ابو حنیفہ نے سمجھا ہے وہی در حقیقت شارع کا منشا ہے جس کو روایتِ حدیث ادا کر رہی ہے۔[6]
3. فقہی روایات میں تطبیق کا اصول اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح روایات حدیث میں بھی تطبیق کے اُصول کو اختیار کرتے ہیں۔[7]
4. شرحِ حدیث میں علامہ کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ قارئین میں حدیث فہمی کا صحیح ذوق اور فقہ حدیث کا ملکہ راسخ کر دیں۔ لہٰذا حسبِ ضرورت ہی علمِ "جرح و تعدیل" پر کلام فرماتے ہیں۔[8]
5. "ایجاز فی البیان" العرف الشذی کا اہم منہج ہے یہ مکمل مجموعہ اس کا عکاس ہے۔
6. فقہی مسائل میں تحقیق آپ عمدہ فہم و فراست کے ذریعے ہر مذہب کے دلائل کی رعایت رکھتے ہوئے فقہی مسائل کی

تحقیق کرتے ہیں۔ آپ سب سے پہلے مختلف دلائل فقیہہ کے درمیان تطبیق کی کوشش کرتے تطبیق نہ ہونے کی صورت میں جس مذہب کے دلائل راجح ہوتے تو اسے ترجیح دیتے ہیں۔ اکثر حنفیہ کے دلائل کو ترجیح دیتے ہیں اس کا سبب حنفی ہونے پر نہیں بلکہ دلائل حنفیہ کی قوت کی بنا پر ہوتا ہے۔[9]

7. مذہب فقہا کے اختلاف کی صورت میں حنفیہ کا وہ قول اختیار کرتے ہیں جس سے خروج عن الخلاف ہو اور دونوں فقہ باہم جڑ جائیں۔ اور دو فقہی مذہبوں کے درمیان اختلاف کم سے کم رہ جائے وہی بہتر ہے۔ مثلاً مسواک وضو اور نماز کس کی سنت ہے۔ احناف اور شوافع میں تطبیق یوں کرتے ہیں کہ اختلاف محض نظری ہے۔ کیونکہ وضو کئی موقعوں پر مسنون ہے۔[10]
8. فقہ الحدیث میں محدثین کے اقوال ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔ راجح مذہب کی وجوہ ترجیح بیان فرماتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے "آئمہ مجتہدین، مشائخ عظام کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ پھر ان میں اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہیں پھر وہ دلائل بیان کرتے ہیں جو اُن مذاہب کے فقہا کے نزدیک زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ آخر میں اُن کا جواب دیتے ہیں اور پھر مسلک حنفی کے راجح ہونے کا سبب بیان کرتے ہیں۔[11]
9. العرف الشذی میں زیادہ اہتمام مشکلات کو حل فرمانے میں کرتے ہیں۔ موضوع سے متعلق مواد زیادہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی توقیع و تشریح نہیں کرتے لیکن اگر اختلاف کی فہم کسی تمہید کے سمجھنے پر موقوف ہو تو تمہیدی مقدمات قائم کرنے کو لازمی خیال کرتے ہیں۔
10. مذاہب اربعہ بیان کرتے وقت متقدمین کی نصوص پیش فرماتے ہیں بعد میں متاخرین کی نصوص بھی ذکر کر دیتے ہیں مگر اولیت متقدمین کی نصوص کو دیتے ہیں۔[12]
11. آپ کی شرح حدیث میں رنگِ تحدیث غالب ہے۔ اسلوب بیان میں محدثانہ رنگ ہے فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کرتے لیکن انداز بیان سے کبھی یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ آپ حدیث کو فقہی مسائل کے تابع کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ واضح ہوتا ہے کہ آپؒ فقہ کو بحکم حدیث قبول کر رہے ہیں۔[13]
12. اختلافی مسائل میں اپنی رائے کا اظہار کر دیتے ہیں تاکہ قاری کو سمجھ آجائے۔
13. کئی مقامات پر مختلف عناوین پر حدیث نبوی ﷺ کا ماخذ قرآن کریم سے بیان فرماتے اس مناسبت سے بہت سی مشکلات قرآنیہ کو حل کر دیتے ہیں۔
14. شاہ صاحبؒ نے العرف الشذی میں مسائل فقیہ میں ابن حجرؒ کی تحقیق ضرور ذکر کی ہے پھر اسے اتفاق و اختلاف کو دلائل

سے بیان کیا ہے۔ اسی سبب حافظ ابن حجر اور ان کی تصنیف فتح الباری کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔

15. شاہ صاحبؒ کے علمی مقام کے سبب العرف الشذی علوم حدیث تک محدود نہ رہی بلکہ لطیف پیرایہ میں ہر علم و فن کی بحث آگئی ہے۔ یعنی آپؒ کا درس حدیث فقہ، تاریخ و ادب، کلام، فلسفہ، منطق، ریاضی، تمام علوم جدید و قدیم پر مشتمل ہوتا تھا ہر فن میں گفتگو اتنی مدلل کرتے جیسے اس فن کے بانی ہیں۔[14]

16. آپؒ شرح حدیث کے دوران پورے اہتمام سے سند کی تحقیق کر کے تخریج فرماتے ہیں۔ دوران تحقیق تعصب سے کام نہیں لیتے بلکہ مجتہدانہ تحقیق کر کے مذہب راجح کی وجوہ ترجیح بیان کرتے۔[15]

17. علم اسرارِ شریعت کے بیان میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور عبد الوہاب شعرانیؒ کا کلام زیادہ نقل فرماتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر کتب تصوف پر بھی گہری نظر تھی ان کا بھی بکثرت حوالہ دیتے اور ان پر رد بھی کرتے۔

18. علامہ شاہ صاحبؒ اپنی اس شرح حدیث میں کسی کی طرف قول منسوب کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیتے۔ جب تک کسی بنیادی مصدر سے اس کی تصدیق نہ ہو جاتی تب تک اس کا ذکر ہی نہیں کرتے۔

19. احناف کی تحقیق پر بسا اوقات عدم اعتماد کا اظہار کرتے۔ ان کے دلائل کا جواب دیتے اپنے موقف پر مضبوط دلائل پیش کرتے۔

3 مناہج بالا کی امثلہ

مذکورہ بالا مناہج کے اجمالی جائزہ کے بعد اب اس مقالے میں "علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا منہج" اس پر مثالیں پیش کی جائیں گی:

مجتہدین اور فقہا ترجیح مسائل پر بہت سارے مناہج و اسالیب اختیار کرتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی "العرف الشذی" میں استدلال کے لیے متعدد مناہج کو اپنایا ہے۔ مجتہدین ترجیح مسائل میں جن مآخذ استدلال کو سب سے اہم گردانتے ہیں۔ وہ ہے "قرآن و سنت سے استدلال" اس کے بعد "اجماع و قیاس" کا نمبر آتا ہے۔ ان چار ماخذ پر تمام مذاہبِ فقہیہ کا اتفاق ہے۔

3.1 قرآن کریم سے استدلال کا منہج

مسائل شرعیہ کے لیے استدلال کا سب سے بڑا ماخذ قرآن حکیم ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ جس میں زندگی کے ہر شعبے کی رہنمائی موجود ہے۔ نصوص شریعہ میں اس کی اہمیت کے کئی فضائل بتائے گئے ہیں چنانچہ ایک مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام مسائل کا حل قرآن کریم کی روشنی میں تلاش کرے۔ اسی طرز کو شاہ صاحبؒ نے بھی "العرف الشذی" میں اختیار کیا ہے اور اسے اولین ترجیح دی ہے۔ جس کی درج ذیل مثالیں ہیں:

ا۔کتاب الصلوٰۃ کی حدیث ۶۱۵ کی شرح کرتے ہوئے قرآن وسنت، اجماع وقیاس کی حجیت کو قرآن کریم سے ثابت کیا گیا۔ فرماتے ہیں:

"اَطِیْعُوا اللہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ "16

شاہ صاحبؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک اہم آیت ہے اور اس میں اُصول اربعہ کا ذکر ہے۔ کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس۔ جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو اس کا ذکر "اولوالامر" یعنی اہل حل وعقد میں کیا گیا ہے۔ جبکہ قیاس "فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ" میں ہے یہ قیاس ہے اور قیاس ہوتا ہی کتاب وسنت ہے۔ اجماع کے ثبوت کے لیے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اہل حل وعقد سے رجوع کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اجماع میں بھی علمائے امت کا یا ان کی بڑی اکثریت کا ہر زمانے میں کسی مسئلہ پر متفق ہو جانا مراد ہے اہل حل وعقد کا سب سے بنیادی مصداق علمائے اُمت ہی ہیں۔ قیاس کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے آیت کے لفظ " فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ" سے مدد لی۔ کیونکہ آیت مبارکہ میں یہ حکم ہے کہ جب کسی معاملے میں کوئی اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو رجوع الی اللہ والرسول کرو۔ اور قیاس بھی اس کا متقاضی ہے کہ اس کی علت قرآن وحدیث کے کسی حکم کے ساتھ مشترک ہو اس طرح ثابت ہو کہ آیت کے ان الفاظ سے مراد "قیاس شرعی" ہے۔

علم حدیث میں شاہ صاحبؒ کے منہج سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ کے ثبوت کے لیے آیت سے استدلال کیا۔ عبارت النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص۔ احکام سے درست مسائل مستنبط کرنے کا یہ بہترین منہج ہے۔

3.2 مراتب دلیل کے لحاظ سے مراتب احکام

شاہ صاحبؒ العرف الشذی کے کتاب الطھارہ میں ایک حدیث کے مطلق قرات کی فرضیت کو ثابت کیا ہے۔ جبکہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کو ملانا واجب قرار دیا ہے:

"وکذلک القراءۃ المطلقه فریضة لایة:فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ "17

"وتعیین الفاتحه مع ضم آیة سورة واجب"18

اور اسی طرح مطلق قرأت اس آیت کی رو سے فرض ہے اور فاتحہ کے ساتھ کسی بھی سورۃ کو ملانا واجب ہے۔

آیت مبارکہ میں لفظ "مَآ" عام ہے۔ اس لیے فرضیت مطلق قرأت کی ہو گی کیونکہ جب حکم کا ثبوت کسی عام لفظ کے ذریعے ہو تو اس کے تقیید کے لیے الگ اور مستقل دلیل درکار ہوتی ہے۔ چونکہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کو ملانا یہ حکم خبر واحد سے ثابت ہے۔ اس لیے اس کا پڑھنا واجب ہو گا لیکن مطلق قرأت کا ثبوت چونکہ ایک قطعی الثبوت آیت قرآنیہ سے ہوا ہے اس لیے اس کا پڑھنا فرض ہو گا۔

شاہ صاحبؒ نے وجوب کے ثبوت پر جو بحث کی ہے اور پھر اس پر سوالات قائم کر کے بات کو ختم کیا ہے اس منہج واستدلال سے یہ بات معلوم

ہوتی ہے کہ شاہ صاحبؒ مراتبِ احکام کا خاص خیال رکھتے ہیں جو چیز شریعت سے جتنی ثابت ہے اُس کو وہی درجہ دیا گیا ہے۔

3.3 جزوی حکم کی بجائے کلّی حکم کا استنباط

شاہ صاحبؒ قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے آیت کے جزوی معانی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آیت کے ظاہری معانی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک نصوص قرآنیہ سے حکم کلّی کا استنباط زیادہ افضل ہے۔

رضاعت کے مسئلے پر شوافع اور احناف کے استدلال کو بھی ناقص قرار دیا ہے۔ کیونکہ دونوں نے آیتِ "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا" [19] رضاعت کو شاذ ونادر حالات پر محمول کیا ہے۔ شاہ صاحبؒ کا موقف ہے کہ شریعت میں عموماً آیات کو حکم کلّی سے مستنبط کیا جاتا ہے نہ کہ اُن آیات کو نادر وشاذ حالات پر محمول کیا جائے۔

3.4 حدیث رسول ﷺ سے استنباط

قرآن کریم کے بعد فقہ اسلامی کا دوسرا بنیادی مآخذ سنت رسول ﷺ ہے۔ اسی لیے شاہ صاحبؒ نے "العرف الشذی" کا بنیادی موضوع ہی سنت رسول ﷺ سے احکام شریعہ کو اخذ کر کے پیش کیا ہے۔ دیگر فقہاء مجتہدین کی طرح شاہ صاحبؒ نے بھی حدیث وسنت کو مصدر شرع کی حیثیت سے استدلال کیا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے "العرف الشذی" میں باب ماجاء فی السواک کے حوالے سے مذاہب آئمہ کا ذکر کرنے کے بعد ان کے دلائل بیان کیے کہ مسواک کے مسئلے میں اختلاف ہے کہ یہ نماز کی سنتوں میں سے ہے یا کہ وضو کی سنتوں میں سے۔ اس مسئلے میں احناف اور شوافع ایک دوسرے سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ احناف اس عمل کو وضو کی سنت قرار دیتے ہیں جبکہ شوافع اس کو نماز کی سنت قرار دیتے ہیں۔ امام شافعی کی دلیل حدیث ہے:

> "عن ابی ہریرہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: لولاان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ" [20]
>
> حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی اُمت کو حرج اور مشقت میں مبتلا کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

امام شافعیؒ "عند کل صلاۃ" کے الفاظ سے اس عمل کو نماز کی سنت قرار دیتے ہیں جبکہ احناف کے دلائل اس حدیث کے وہ طرق ہیں جن میں "عند کل وضو" کے الفاظ آئے ہیں۔ [21] احناف میں سے کچھ حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ جن روایات میں لفظ "صلاۃ" آیا ہے اس سے مراد وضو ہے لیکن شاہ صاحبؒ نے اس توجیہہ کو رد فرمایا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے اس کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے کہ یہ تاویل کرنا درست نہیں کیونکہ مسند احمد میں لفظ "صلاۃ اور وضو" اکٹھے استعمال ہوئے ہیں۔[22] پھر ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل مسواک احناف کے نزدیک بھی بہت سارے مواقع پر مسنون ہے۔ جن میں سے ایک موقع نماز سے پہلے وضو کرنے کا ہے اس پر محقق ابن ہمام (۸۶۱ھ) کی تصریح نقل کی اس طرح کوئی اختلاف باقی نہیں رہا۔ یہاں شاہ صاحبؒ کے منہج حدیث میں گہرائی کا پتا چلتا ہے کہ تمام مصادر حدیث پر ان کی گہری نظر ہے۔ دوسرے رواۃ میں باہم تعارض کو ختم کر کے انہیں کسی ایک محل پر جمع کرتے ہیں۔ تیسرے وہ مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر احادیث کی تحقیق کرتے ہیں اور بوقت ضرورت احادیث کے ظاہری معانی پر عمل کرنے کے لیے احناف کا غیر مشہور قول بھی اختیار کر لیتے ہیں۔

3.5 اجماع سے استدلال

فقہ اسلامی میں قرآن و سنت کے بعد اجماع کو بطور ماخذ لیا جاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے بھی اجماع سے استدلال کو بہت اہمیت دی ہے۔ ان کا عام طرز پر ہے کہ جہاں اُمت کے اجماع کو دلیل کے طور پر ذکر کر دیں وہاں کسی اور دلیل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ہاں اجماع کی سند جو قرآن و حدیث ہی کی کوئی نص ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت فرما دیتے ہیں۔ مثلاً:

بیع صرف کے ایک مسئلے کی وضاحت کے لیے اجماعِ امت کو دلیل بناتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"مايكون فيه الثمن والمبيع النقدان ويجب القبض من الطرفين باجماع الامه "

جس بیع میں ثمن اور مبیع دونوں نقد ہوں اس میں اجماع امت کی دلیل سے دونوں طرف قبضہ کرنا واجب ہے۔

اگر روپیہ پیسہ یا زیور دونوں نقد ہوں تو اس میں دونوں طرف کی چیزوں پر فوری قبضہ ضروری ہوتا ہے۔ اس میں تاخیر جائز نہیں اس لے کہ تاخیر سے سود کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اجماع سے استدلال کرتے ہوئے صرف اجماع یا زیادہ سے زیادہ اس کی سند کی وضاحت کر دینے کو کافی سمجھتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ خبر واحد پر اجماع کو مقدم رکھتے ہیں۔ کیونکہ خبر واحد ظنی الثبوت ہے جبکہ اجماع کی سند اگر واضح ہو تو اس سے حکم قطعی ثابت ہوتا ہے۔

3.6 قیاس سے استدلال

قیاس کا معنی اندازہ کرنا، یعنی کسی شے کے اچھے اور برے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر ان کا موازنہ کتاب و سنت میں موجود کسی امر شرعی کے ساتھ کیا جائے پھر کسی نتیجہ پر پہنچا جائے تو یہ عمل قیاس کہلاتا ہے۔[23] جیسے شراب سے نشہ حاصل ہوتا ہے لہٰذا آج کل ہیروئن وغیرہ بھی علت مشترکہ کی بنیاد پر شراب کے حکم میں شامل ہے۔

شاہ صاحبؒ نے قیاس سے استدلال کرتے ہوئے بہت سارے مقامات پر شرعی احکام کی وضاحت کی ہے۔ قیاس میں حنفیہ کے مشہور طریقے کو ہی اختیار کیا ہے۔ یعنی استحسان کو استنباط احکام کے لیے استعمال کر کے احناف کا خصوصی منہج نظر آتا ہے مثلاً تیمم کے مسئلے میں مذاہب کے دلائل پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:

”هذاقياس ابن عباس، ولنا ايضا قياس: بان التيمم اقرب الى الوضوء، من السرقة فالحقناه بالوضوء منه“24

یہ ابن عباس کا قیاس ہے اور ہمارا بھی ایک قیاس ہے کہ تیمم چوری کی نسبت وضو کے زیادہ قریب ہے تو ہم اس کو وضو کے ساتھ ملحق کیا۔

امام ترمذیؒ نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ تیمم گھٹوں تک کافی ہے۔ شاہ صاحبؒ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ابن عباسؓ کا قیاس ہے ہمارا قیاس اس سے مختلف ہے۔ وہ یہ کہ تیمم چوری کی نسبت وضو کے زیادہ قریب ہے۔ وضو میں ہاتھوں کو دھونے کا جو حکم ہے وہ کہنیوں تک سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح تیمم میں مسح بھی کہنیوں تک یہی ہو گا کیونکہ وضو اور تیمم دونوں کا تعلق طہارت سے ہے۔ شاہ صاحبؒ نے قیاس کا جواب قیاس سے ہی دیا۔ اس کے جواب میں قرآن و سنت کے دلائل کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ بھی واضح کر دیا کہ مجتہد کے لیے صحابہ کرام کے قیاسی فیصلے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں وہ جس جانب کو راجح سمجھے اس پر عمل کر سکتا ہے۔

4 خلاصہ بحث

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا متفقہ اصولی دلائل یعنی قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کے ساتھ تعامل کا جائزہ لینے کے لیے مختلف مثالوں کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ ان چار ماخذ کو فرقِ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے استعمال کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے مقابلے حدیث یا کسی دوسری دلیل لانے کی بجائے قرآن کریم سے ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔ مزید برآں قرآن کریم سے استنباط کرتے ہوئے استدلال کے چاروں طریقے عمل میں لاتے ہیں۔ یعنی کبھی کسی حکم کو عبارت النص سے ثابت کرتے ہیں اور کبھی اشارۃ النص اور کبھی دلالۃ النص سے تو کبھی اقتضاء النص سے۔

شاہ صاحبؒ نے حدیث و سنت کو مصدر شرع کی حیثیت دی ہے اور استنباط احکام کے لیے مختلف اسالیب میں حدیث و سنت سے استدلال کیا ہے۔

خبر واحد اور قیاس میں تعارض کی صورت میں شاہ صاحبؒ نے خبر واحد کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح وہ تمام احادیث کو کسی ایک محمل پر

اکٹھا کر کے ان کے درمیان تطبیق پیدا فرمادیں۔ احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے اُس کی لغات پر بہت زور دیا ہے۔

اجماع کے حوالے کسی دوسری دلیل کو ذکر نہیں کرتے کیونکہ جب کوئی چیز اجماع سے ثابت ہو جائے تو اس پر عمل ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کی مخالفت بالکل بھی جائز نہیں۔ اجماع امت کی مخالفت کرنے والوں پر کئی مواقع پر زبردست رد فرمایا ہے۔

قیاس کے لیے بھی حنفی اسلوب کو اختیار کرتے ہیں۔ قیاس جلی ہو یا خفی حکم شرع ثابت کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ قیاس کرتے وقت علتِ جامعہ کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] بنوری محمد یوسف، نفحۃ العنبر، کراچی: المجلس العلمی، 1379ھ، 1969ء، ص45

Banūrī, Muḥammad Yūsuf, Nafḥat al-ʻAnbar, Karāchī: al-Majlis al-ʻIlmī, 1379H, 1969CE, p. 45.

[2] مدنی، حسین احمد، نقش حیات، ج1، ص186

Madnī, Ḥusayn Aḥmad, Naqsh-ī Ḥayāt, vol. 1, p. 186.

[3] کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی شرح سنن الترمذی، تحقیق: عمرو شوکت، بیروت: دار الکتب، 2007ء، ج1، ص68

Kashmīrī, Anwar Shāh, al-ʻArf al-Shadhī Sharḥ Sunan al-Tirmidhī, taḥqīq: ʻAmrū Shawkat, Bayrūt: Dār al-Kutub, 2007, vol. 1, p. 68.

[4] ایضاً، ج1، ص38, 55, 59

Ibid, vol1, P 38, 55, 59

[5] ایضاً، ج1، ص66-68

Ibid, vol 1, P66-68

[6] ایضاً، ج1، ص135-136

Ibid, vol 1, P135-136

[7] ایضاً، ج1، ص67

Ibis, Vol 1 P67

[8] کشمیریؒ، انور شاہ، نیل الفرقدین، ص135-136

Kashmīrī, Anwar Shāh, Nayl al-Farqadayn, pp. 135–136.

[9] کشمیریؒ، انور شاہ، العرف الشذی، ج1، ص74

Kashmīrī, Anwar Shāh, al-ʻArf al-Shadhī, vol. 1, p. 74.

[10] ایضاً، ج1، ص71

Ibid, Vol 1, P71

[11] کوندو، عبد الرحمٰن، الانور، دہلی: ندوۃ المصنفین، 1986ء، ص445, 598

Kūndū, ʻAbd al-Raḥmān, al-Anwār, Dihlī: Nadwat al-Muṣannifīn, 1986, pp. 445, 598.

[12] کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی، ج1، ص127, 77, 38

Kashmīrī, Anwar Shāh, al-'Arf al-Shadhī, vol. 1, pp. 38, 77, 127.

[13] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کراچی: مکتبۃ البشری، 2014ء، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی فضل الطھور ج1، حدیث نمبر2

Tirmidhī, Abū 'Īsā Muḥammad ibn 'Īsā, Jāmi' al-Tirmidhī, Karāchī: Maktabat al-Bushrā, 2014, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb Mā Jā'a fī Faḍl al-Ṭahūr, vol. 1, Ḥadīth no. 2.

[14] بجنوری، احمد رضا، مقدمہ انوار الباری، ج2، ص224

Bajnūrī, Aḥmad Riḍā, Muqaddimah Anwār al-Bārī, vol. 2, p. 224.

[15] ایضاً، ج1، ص94

Ibid, Vl 1, P 94

[16] القرآن59:4

Al-Qur'ān 59:4.

[17] القرآن20:73

Al-Qur'ān 20:73.

[18] کشمیریؒ، انور شاہ، العرف الشذی، ج1، ص47

Kashmīrī, Anwar Shāh, al-'Arf al-Shadhī, vol. 1, p. 47.

[19] القرآن15: 46

Al-Qur'ān 15:46.

[20] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، تحقیق بشار عواد، بیروت: دار العرب الاسلامی، 1998ء، باب ماجاء فی السواک، رقم الحدیث:22

Tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsā, al-Sunan, taḥqīq: Bashshār 'Awwād, Bayrūt: Dār al-'Arab al-Islāmī, 1998, Bāb Mā Jā'a fī al-Siwāk, Ḥadīth no. 22.

[21] نیشاپوری، ابو عبداللہ، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار المعرفہ، س ن، کتاب الطھارۃ، رقم الحدیث:516

Nayshābūrī, Abū 'Abd Allāh al-Ḥākim, al-Mustadrak 'alā al-Ṣaḥīḥayn, Bayrūt: Dār al-Ma'rifah, s.n., Kitāb al-Ṭahārah, Ḥadīth no. 516.

[22] احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، تحقیق: شعیب الارنووط، بیروت: موسستہ الرسالۃ، طبع اوّل، 2001ء، ج122، رقم الحدیث:7513، ص484

Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal, taḥqīq: Shu'ayb al-Arnā'ūṭ, Bayrūt: Mu'assasat al-Risālah, Ṭab'ah Ūlā, 2001, vol. 122, Ḥadīth no. 7513, p. 484.

[23] امینی، محمد تقی، اجتہاد کا تاریخی پس منظر، لاہور: علم و عرفان، 1978ء، ص123

Amīnī, Muḥammad Taqī, Ijtihād kā Tārīkhī Pas Manẓar, Lāhawr: 'Ilm o 'Irfān, 1978, p. 123.

[24] کشمیریؒ، انور شاہ، العرف الشذی، ج1، ص189

Kashmīrī, Anwar Shāh, *al-'Arf al-Shadhī*, vol. 1, p. 189.